ملفوظات

معراج انقطاع تام تھا اور سر اس میں یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے نقطہ نفسی کو ظاہر کیا جاوے۔ آسمان پر ہر ایک روح کے لئے ایک نقطہ ہوتا ہے۔ اس کے آگے وہ نہیں جاتا۔ رسول اللہ ﷺ کا نقطہ نفسی عرش تھا اور رفیق اعلیٰ کے معنی بھی خدا کے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی اور معزز و مکرم نہیں۔ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۳۶۔ ۱۹۸۴ ایڈیشن)

آپ ﷺ کی تعلیم اسلئے زندہ تعلیم ہے کہ اس کے ثمرات اور برکات اس وقت ویسے ہی موجود ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر موجود تھے۔ کوئی دوسری تعلیم ہمارے سامنے اس وقت ایسی نہیں ہے جس پر عمل کرنے والا یہ دعویٰ کر سکے کہ اس کے ثمرات اور برکات اور فیوض سے مجھے حصہ دیا گیا ہے اور میں ایک آیۃ اللہ ہو گیا ہوں۔ لیکن ہم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم قرآن کریم کے ثمرات اور برکات کا نمونہ اب بھی موجود پاتے ہیں۔ اور ان تمام آثار اور فیوض کو جو نبی ﷺ کی سچی اتباع سے ملتے ہیں۔ اب بھی پاتے ہیں، چناچہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے تا وہ اسلام کی سچائی پر زندہ گواہ ہو اور ثابت کرے

کہ برکات اور آثار اس وقت بھی رسول اللہ ﷺ کے کامل اتباع سے ظاہر ہوتے ہیں۔ جو تیرہ سو برس پہلے ظاہر ہوتے تھے، چنانچہ صدہا نشان اس وقت تک ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور ہر قوم اور ہر مذہب کے سر گروہوں کو ہم نے دعوت کی ہے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں آ کر اپنی صداقت کا نشان دکھائیں، مگر ایک بھی ایسے نہیں کہ جن سے اپنے مذہب کی سچائی کا نمونہ کوئی عملی طور پر دکھائے۔

تاریخ اسلام

غزوات و سرایا کا آغاز اور غزوہ ودّان

جہاد بالسیف کی اجازت ہجرت کے دوسرے سال ماہ صفر میں نازل ہوئی۔ آپ آسی ماہ میں مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اللہ تعالیٰ کا نام

لیتے ہوئے مدینہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ روانگی سے قبل آپ ؐ نے پیچھے مدینہ میں اپنا امیر مقرر فرمایا اور مکہ کے راستے پر روانہ ہو گئے اور بالآخر مقام ودّان تک پہنچے۔ اس علاقہ میں قبیلہ بنو ضمرۃ کے لوگ آباد تھے جو قریش کے رشتہ دار تھے۔ حضرت محمد ؐ نے قبیلہ بنو ضمرۃ کے رئیس کے ساتھ باہم رضامندی سے آپس میں ایک معاہدہ ہو گیا۔ جس کی شرطیں یہ تھیں کہ بنو ضمرہ مسلمان کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے اور مسلمان کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کریں گے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مسلمانوں کی مدد کے لئے بلائیں گے، تو وہ فوراً آ جائیں گے۔ دوسری طرف آپ ؐ نے مسلمانوں کی طرف سے یہ عہد کیا کہ مسلمان قبیلہ بنو ضمرۃ کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے اور بوقت ضرورت ان کی مدد کریں گے۔ دراصل آپ ؐ کی یہ مہم قریش کی خطرناک کاروائیوں کے سدباب کے لئے تھی اور اس میں زہریلے اور خطرناک اثر کا ازالہ مقصود تھا جو قریش کے قافلے وغیرہ مسلمان کے خلاف قبائل عرب میں پیدا کر رہے تھے۔

سریہ عبیدہ بن الحارث ربیع الاول ۲ ہجری

غزوہ ودّان سے واپس آنے پر ماہ ربیع الاول کے شروع میں آپ ؐ نے عبیدۃ بن الحارث مطلبی کی امارت میں ستر مہاجرین کا ایک دستہ قریش مکہ کے حملوں کی پیش بندی کے لئے روانہ فرمایا۔ چنانچہ جب عبیدۃ بن الحارث اور ان کے ساتھی کچھ مسافت طے کر کے ثنیۃ المرۃ کے پاس پہنچے تو ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ قریش کے دو سو مسلح نوجوان عکرمہ بن ابوجہل کی کمان میں ڈیرہ ڈالے پڑے ہیں۔ فریقین ایک دوسرے کے سامنے ہوئے اور مقابلے میں کچھ تیر اندازی بھی ہوئی لیکن پھر مشرکین کا گروہ یہ خوف کھا کر کہ مسلمانوں کے پیچھے کچھ کمک مخفی ہوگی ان کے مقابلہ سے پیچھے ہٹ گیا اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا نہیں کیا۔ البتہ مشرکین کے لشکر میں دو شخص مقداد بن عمرو اور عتبہ بن غزوان عکرمہ بن ابوجہل کی کمان سے خود بخود بھاگ کر مسلمانوں کے ساتھ آ ملے۔

سریہ حمزہ بن عبدالمطلب ربیع الاوّل ۲ ہجری

اسی ماہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس مہاجرین کے ایک دستہ کو اپنے حقیقی چچا حمزہ بن عبدالمطلب کی سرداری میں مدینہ سے مشرقی جانب سیف البحر کے علاقہ عیص کی طرف روانہ فرمایا۔ حمزہ اور ان کے ساتھی وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مکہ کا رئیس اعظم ابوجہل تین سو سواروں کا ایک لشکر لئے ان کے استقبال کو موجود تھا۔ مسلمانوں کی تعداد سے ان کی تعداد دس گنا زیادہ تھی مگر مسلمان خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم کی تعمیل میں گھر سے نکلے تھے اس لئے موت کا ڈر انہیں پیچھے نہیں ہٹا سکتا تھا۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل میں صف آرائی کرنے لگ گئیں ابھی لڑائی شروع ہونے والی تھی کہ اس علاقہ کے رئیس مجدی بن عمرو الجہنی نے جو دونوں فریق کے تعلقات رکھتا تھا درمیان میں پڑ کر بیچ بچاؤ کرا دیا اور لڑائی ہوتے ہوتے رک گئی۔

غزوہ بواط ربیع الآخر ۲ ہجری

آنحضرتؐ کو قریش کی طرف سے کوئی خبر موصول ہوئی جس پر آپؐ مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر خود مدینہ سے نکلے لیکن قریش کا پتہ نہیں چل سکا اور آپ بواط تک پہنچ کر واپس تشریف لے آئے۔

غزوہ عشیرۃ اور سریہ سعد بن ابی وقاص جمادی الاولیٰ ۲ ہجری

قریش مکہ کی طرف سے کوئی خبر پا کر آپؐ مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ سے نکلے گو قریش کا مقابلہ نہیں ہوا مگر اس میں آپؐ نے قبیلہ بنو مدلج کے ساتھ انہیں شرائط پر جو بنوضمرہ کے ساتھ قرار پائی تھیں ایک معاہدہ طے فرمایا۔ اسی سفر کے دوران میں آپؐ نے سعد بن ابی وقاص کو آٹھ مہاجرین کے ایک دستہ پر امیر مقرر کر کے قریش کی خبر رسانی کے لئے خرار کی طرف روانہ فرمایا۔

کرز بن جابر کا حملہ اور غزوہ سفوان جمادی الآخر ۲ ہجری

آنحضرتؐ کو مدینہ میں تشریف لائے دس دن بھی نہیں گزرے تھے کہ مکہ کے ایک رئیس کرز بن جابر نے مدینہ کی چراہ گاہ پر اچانک حملہ کیا اور مسلمانوں کے اونٹ وغیرہ لوٹ کر چلتا بنا۔ آنحضرتؐ مہاجرین کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر اس کے تعاقب میں نکلے اور سفوان تک جو بدر کے پاس ایک جگہ ہے اس کا

پیچھا کیامگر وہ بچ کر نکل گیا۔اس حملے سے مسلمانوں کو پہلی دفعہ عملاً نقصان پہنچا۔

سریہ عبداللہ بن جحش بطرف نخلہ

کرز بن جابر کے اچانک حملہ نے طبعاً مسلمانوں کو بہت متوحش کر دیا تھااور انہی خطرات کو دیکھ کر آنحضرتؐ نے ارادہ فرمایا کہ قریش کی حرکات وسکنات کا زیادہ قریب سے ہوکر علم حاصل کیا جاوے تاکہ مدینہ ہرقسم کے اچانک حملوں سے محفوظ رہے۔آپ نے آٹھ مہاجرین کی ایک پارٹیتیار کی اور مصلحتاً اس پارٹی میں ایسے آدمیوں کو رکھا جو قریش کے مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے تاکہ قریش کے مخفی ارادوں کے متعلق خبر حاصل کرنے میں آسانی ہو۔اس پارٹی پر آپ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن جحش کوامیر مقرر فرمایا۔اس پارٹی کی غرض وغافیت عامتہ المسلمین سے بھی مخفی رہے آپؐ نے اس کے امیر کے ہاتھ میں ایک سربمہر خط دیا اور فرمایا کہ جب تم مدینہ سے دو دن کا سفر طے کرلوتو پھر اس خط کو کھول کر اس کی ہدایات کے مطابق عمل درآمد کرنا۔جب عبداللہ نے دو دن کا سفر طے کرنے کے بعد آنحضرت کافرمان کھول کر دیکھا تو یہ الفاظ درج تھے ’تم مکہ اور طائف کے درمیان وادی نخلہ میں جاؤ اور وہاں جا کر قریش کے حالات کا علم کرو اور پھر ہمیں اطلاع لاکر دو۔راستے میں دو ساتھیوں کا اونٹ کھوگیا اور وہ اس کو تلاش کرتے کرتے اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے۔مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت نخلہ پہنچی اور اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔ اچانک وہاں قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ بھی آن پہنچا اور ہر دو جماعتیں ایک دوسرے کے سامنے

ہو گئیں ۔مسلمانوں کو خطرہ تھا کہ قریش کے ان قافلہ والوں نے مسلمانوں کو دیکھ لیا تھا تو اس خبر رسانی کا راز بھی مخفی نہ رہ سکے گا۔ایک دقت یہ بھی تھی کہ بعض مسلمانوں کا خیال تھا کہ شاید یہ دن رجب یعنی شہر حرام کے آخری ایام ہیں جس میں عرب کے قدیم دستور کے مطابق لڑائی نہیں ہونی چاہیے اور بعض سمجھتے تھے کہ رجب گزر چکا ہے اور شعبان شروع ہے لیکن دوسری طرف نخلہ کی وادی عین حرم کے علاقہ کی حد پر واقع تھی اور یہ ظاہر تھا کہ اگر آج ہی کوئی فیصلہ نہ ہو تو کل کو یہ قافلہ حرم کے علاقہ میں داخل ہو جائے گا۔جس کی حرمت یقینی ہوگی آخر یہی فیصلہ کیا کہ قافلہ پر حملہ کیا جائے ۔

کفار کا ایک آدمی ہلاک ہوا اور دو آدمی قید ہو گئے ۔لیکن چوتھا آدمی بھاگ کر نکل گیا اور یقین تھا کہ اس لڑائی کی خبر جلدی ہی مکہ پہنچ جائے گی اور وہ اور مددگار ہمراہ لے کر واپس آئے گا اس لئے عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھی سامان غنیمت لے کر جلد جلد مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے ۔

آنحضرت ؐ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا میں نے تمہیں شہر حرام میں لڑنے کی اجازت نہیں دی ہوئی قریش کی آتش غضب بہت بھڑک گئی اور انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ جوش وخروش کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی چنانچہ جنگ بدر جس کا ذکر آگے آئے گا قریش کی اسی تیاری اور جوش عداوت کا نتیجہ تھا

تحویل قبلہ

پنجگانہ نماز مکہ میں ہی شروع ہو چکی تھی اور مدینہ میں باجماعت نماز شروع ہوئی ۔مسلمانوں کا قبلہ ابھی تک بیت المقدس تھا۔لیکن آنحضرت ؐ کی ہمیشہ سے خواہش تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ مکہ کے کعبہ کو قرار دیا جاوے، کیونکہ وہ خدا کی عبادت کا پہلا گھر تھا جو دنیا میں تعمیر ہوا اور ابو الانبیاء حضرت ابراہیم اور عربوں کے جدّ اعظم اسماعیل ذبیح اللہ کی یادگار بھی اسی گھر سے وابستہ تھی اور پھر آنحضرت ﷺ کا مولد و مسکن اور اسلام کا مبدا و منبع تھا۔ہجرت کے دوسرے سال شعبان کے مہینہ میں آحضرت ﷺ کی توجہ حکم الٰہی کے نزول کی محرک ہوئی اور یکلخت مسلمانوں کا رخ بیت المقدس کی طرف سے کعبہ کی طرف پھر گیا۔ابتدا میں صرف نماز ہی عبادت تھی اور پھر ہجرت کے دوسرے سال رمضان کی آمد پر روزوں کا بھی آغاز ہوا۔یعنی یہ حکم نازل ہوا کہ رمضان کے مہینہ میں تمام بالغ مسلمان مرد وعورت باستثنا بیماروں اور ناتواں کے اور باستثنا مسافروں کے صبح صادق

سے لے کر غروب آفتاب تک ہر قسم کے کھانے پینے سے پرہیز کریں اور ان اوقات میں خاوند بیوی کے مخصوص تعلقات سے بھی پرہیز کیا جاوے اور روزوں کے ایام کو خصوصیت کے ساتھ ذکر الٰہی اور قرآن خوانی اور صدقہ وخیرات میں گزارا جاوے۔ آپؐ نوافل کے طور پر بھی روزہ کی تحریک فرمایا کرتے تھے مگر آپؐ کی یہ سنت تھی کہ آپؐ ہر بات میں میانہ روی کا حکم دیتے تھے۔ چنانچہ آپؐ اس بات سے منع فرماتے تھے کہ کوئی شخص مسلسل روزے رکھتا چلا جاوے۔

عید الفطر

عید الفطر اسی سال شروع ہوئی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو جانے پر شوال کی پہلی تاریخ کو مسلمان عید منایا کریں۔ یہ عید اس بات کی خوشی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان کی عبادات ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ مگر کیا شان دلربائی ہے کہ آپؐ نے اس خوشی کے اظہار کے لئے بھی ایک عبادت ہی مقرر فرمائی۔ چناچہ حکم دیا کہ عید کے دن تمام مسلمان کسی بھی جگہ

جمع ہو کر پہلے دو رکعت نماز ادا کیا کریں اور پھر اس نماز کے بعد بے شک جائز طور پر ظاہری خوشی بھی منائیں۔

احمدیت۔۔اسلام کی نشاطِ ثانیہ

حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۸۹۱ میں تین کتب تصنیف فرمائیں۔فتح اسلام توضیع المرام، اور ازالہ اوہام۔ان کتب میں آپؑ نے اپنے مہدی اور موعود مسیح ہونے کے دعویٰ کی وضاحت فرمائی۔آنحضرتؐ کی بیان فرمودہ تمام احادیث میں سے جو زیادہ مستند ہیں وہ خلاصۃً درج ہیں

۱۔مسیح اور مہدی آخری زمانہ میں مبعوث ہوگا

۲۔دونوں ایک ہی وجود ہوں گے جن کا اہم مقصد اسلام کی نشاط ثانیہ ہوگا

۳۔حضرت مسیح موعودؑ صلیب اور عیسائیت کے جھوٹے نظریات کو بے نقاب کریں گے

۴۔وہ اسلام کی دیگر تمام مذاہب پر برتری ثابت کرے گا

آپ کی آمد کے زمانے میں زیادہ تر قدامت پسند مسلمانوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ اپنے جسمانی وجود کے ساتھ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں اور آخری زمانہ میں زمین پر اتریں گے۔آپؑ نے اس عقیدہ کا غلط ہونا قرآن اور آنحضرتؐ کی احادیث دونوں سے ثابت فرمایا۔ آپ کے اس مسیح و مہدی ہونے کے دعویٰ نے آپ کے خلاف شدید مخالفت کا طوفان برپا کردیا اور مسلمانوں کے رہنماؤں نے آپ کو کافر قرار دے دیا۔آپ کے ماننے والوں کو ہنسی ٹھٹھا اور دشمنی کا نشانہ بنایا۔خود آپ کو بھی جھوٹے مقدمات میں پھنسایا گیا لیکن ہر مقدمہ سے آپ باعزت بری قرار پائے۔ مخالفت کے بنیادی نکات مندرجہ ذیل ہیں

۱۔حضرت عیسیٰ زمین پر طبعی موت مرے ہیں یا زندہ اسمان پر اُٹھائے گئے ہیں

۲۔کیا آنحضرتؐ کا قرآن میں خاتم النبیین قرار پانا یہ ثابت کرتا ہے کہ مسلمانوں میں کوئی نبی نہیں آئے گا

۳۔آپؑ کے خدا سے الہام پانے اور حضرت محمدؐ کے غلام ہونے کے دعویٰ میں کوئی سچائی ہے

۱۔ قرآن یہ بات ثابت کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ طبعی موت مرے اور کوئی انسان بھی زندہ آسمان پر نہیں جا سکتا۔قرآن میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کو یہ یقین دلاتا ہے کہ ’اے عیسیٰ میں تجھے (طبعی طور پر) وفات دوں گا اور تیرا اپنے حضور رفع کروں گا اور عزت بخشوں گا۔‘ (۳:۵۵۔۵۶)

جو مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں اسکے علاوہ یہاں جس

رفع کا ذکر ہے وہ وہ رفع ہے جو نیک انسان کے مرنے کے بعد ہوتا ہے اسکے علاوہ قرآن میں جہاں رفع کا ذکر ہے وہاں روحانی رفع مراد ہے۔حضرت عیسیٰ کے آسمان پر جسمانی موجودگی کی تردید قرآن کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے " نہیں ہیں محمد مگر ایک رسول اور آپ سے پہلے تمام رسول وفات پا چکے ہیں (۳:۱۴۵) چنانچہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ سے پہلے تمام انبیاءوفات پا چکے ہیں۔مزید قرآنی حوالہ جات سلیبس میں موجود ہیں

۲۔حضرت محمدؐ کی نبوت کی قطعیت کا تنازعہ کا معاملہ، راسخ العقیدہ مسلمانوں اور احمدیوں کے درمیان ابھی باقی ہے آیت (۳۳:۴۱) محمدؐ آپ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتم ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔ سارا معاملہ الفاظ "نبیوں کی مہر" کے اظہار میں پوشیدہ ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا جواب اپنی مختلف تحریرات میں دیا ہے جس میں حمامتہ البشریٰ (صفحہ ۸) اور الحکم (۱۹ مارچ) شامل ہیں۔حضورؑ مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ قرآن ایک آخری کتاب اور ایک آخری شریعت ہے اور اللہ کے وعدہ کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں آئے گا۔جیسا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو" نبیوں کی مہر" قرار دیا ہے اور اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت محمدؐ راست بازوں کے روحانی باپ ہیں جسکے تابع ہو کر انہوں نے اندرونی کاملیت حاصل کی ہے اور جو اسی وجہ سے روحانی وحی کے فیض سے اعزاز دیئے گئے ہیں آیت میں لفظ "لیکن" کا استعمال کہ محمدؐ (آپ) مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں "لیکن" وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کی مہر ہیں" سے مراد ہے کہ اگرچہ حضرت محمدؐ جسمانی طور پر کسی مرد کے باپ نہیں ہیں 'لیکن' ان کی روحانی ولدیت اتنی جامع ہے کہ ان کے بعد نبوت صرف اس کو ملے گی جو اس مہر کو قائم رکھتے ہوئے رسولِ پاک کی اعانت کا اعتراف کرے۔

اسلام میں نبوت کی تین اقسام ہیں

پہلی قسم تشریعی نبوت کی ہے

دوسری قسم غیر تشریعی لیکن ہر نبی کے لئے آزادانہ ہے براہ راست انعام الٰہیہ

اور تیسری قسم غیر تشریعی نبوت جو صرف تشریعی نبی کی فرمانبرداری سے ہی عطا کی جاتی ہے یہی وہ نبوت ہے جس کا دعویٰ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔اسکی تائید قرآن بھی فرماتا ہے

سورۃ الفاتحہ میں ہم دُعا کرتے ہیں کہ اے خدا ''ہمیں سیدھے راستے کیطرف راہنمائی فرما ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام فرمائے۔

یہ کونسے انعام ہیں؟

یہ انعام قرآن پاک میں اس طرح بیان ہوئے ہیں

''اور جو بھی اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو ان لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ تعالی نے انعام کیا ہے یعنی۔ نبیوں میں سے ، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ (۴:۷۰)

یہ آیات تصدیق کرتی ہیں کہ نبوت کا یہ جائز درجہ راست باز ایمان والوں کے لئے کھلا ہے

قرآن پاک میں آتا ہے (۶۹:۳۹۔۴۸)

''اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا ہے تو ہم اُسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اسکی رگِ جان کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ایک بھی اس سے (ہمیں) روکنے والا نہ ہوتا'' خدا تعالی نے اپنی ان آیات میں ایک واضح اور مضبوط انتباہ کیا ہے کہ دھوکے باز اللہ تعالی کے عذاب اور اس کے غضب سے نہیں بچے گا

چند مسلمان علماء کی رائے ہے کہ اگر ایک وحی الٰہی کا دعویٰ کرنیوالا اپنے اس دعویٰ میں رسول پاک کی نبوت کے دورانیہ (۲۳ سال) کے عرصہ تک برقرار رہتا ہے اور غضب الٰہی کا نشانہ نہیں بنتا تو پھر اسکے دعویٰ کو سچائی کے طور پر ضرور قبول کرنا چاہیے۔ حضرت احمد علیہ السلام نا صرف خدائی قہر سے بچائے گئے بلکہ اس میدان میں غلبہ کے ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ انہوں نے اعلیٰ حکام سے کسی قسم کے تحفظ کا مطالبہ نہ کیا بلکہ اپنی معمولی اور مصروفیت کی زندگی گزارتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف آپکی جسمانی حفاظت کا محافظ بنا بلکہ آپکی عزت و وقار کی بھی حفاظت فرمائی۔ کئی دفعہ آپکے خلاف جھوٹے الزامات لگائے گئے لیکن آپ ان سب میں سے بری کیئے گئے اور آپکے مخالفین ذلیل وخوار ہوئے

سوالات

ا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے معراج کا مقصد بیان کیا ہے۔

ا۔ آنحضرتؐ کو پہلے انبیاء سے ملوانا

۲۔ آنحضرتؐ کو جنت کے مقامات کی سیر کروانا

۳۔تا کہ آپ ؐ اپنے ماننے والواں کو جنت کی تعلیم دیں

۲۔غزوہ کسے کہتے ہیں؟

۱۔ایسی جنگ جس میں آحضرت ؐ بالنفس نفیس شامل ہوئے ہوں

۲۔ایسی جنگ جس میں آنحضرت ؐ کے صحابہؓ سپہ سالا رہوں

۳۔مسلم اتحادیوں کے قائم مقام لڑی گئی تھیں

۳۔غزوہ ، سریہ یا بعث کس مقصد کے لئے بھیجی جاتی ہیں

۱۔جنگ

۲۔سفارت کاری

۳۔اوپر والی دونوں میں سے کوئی ایک

۴۔قرآن کے مطابق، مسلمانوں کا قبلہ کی طرف رخ کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

۱۔یہ آنحضرت ؐ کا مقام پیدائش ہے

۲۔اس میں مسلمانوں کی یک جہتی ہے

۳۔ہر کھڑا ہونے والا نمازی اپنا رخ ایک طرف رکھے

۵۔قرآن پاک کی آیت (۱۴۴۔۳) کے ترجمہ کو مکمل کریں

محمد ؐ ایک رسول ہیں

۱۔وہ تم میں سے کسی کے باپ نہیں

۲۔آن سے قبل تمام انبیاء وفات پا چکے ہیں

۳۔وہ تمہارے سرپرست ہیں

۶۔حضرت مسیح موعود کا مقام نبوّت کیا ہے؟

۱۔شریعی نبی

۲۔غیر شریعی نبی مگر کامل و مکمل نبی خدا تعالیٰ سے براہ راست ہدایت یافتہ

۳۔غیر شریعی مگر اپنے سے پہلے شریعی نبی سے فیض یافتہ